بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — تاریخ 09-05-2013

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
میں مسمّی شاہ فیصل ولد سبز علی مضافات گلشن بونیر قریب نیو مظفر آباد کالونی لانڈھی
نے اپنی بیوی کو تحریری طلاق دیا ہے 29-08-2012 کو طلاق لکھتے وقت میرا نیت ایک طلاق
کا تھا۔ طلاق میں نے جس مجبوری کے عالم (کیفیت) میں دیا تھا وہ درجہ ذیل ہیں۔
میں نے پسند کی شادی کی تھی جو کہ میرے ابو کو پسند نہیں تھی میرے ابو نے اپنے بھائی کی
بیٹی سے زبانی میرا رشتہ طے کیا تھا میرے ابو نے بولا کہ اگر تم نے اپنی بیوی کو طلاق
نہیں دیا تو میں تمہیں نہیں بخشونگا اور میں خود کو مار دونگا۔ ابو نے بولا کہ تیرے طلاق
نہ دینے سے ہمارے بیچ (درمیان) دشمنی شروع ہو جائے گی۔ میں پریشانی کے عالم میں
مفتی محمد حنیف صاحب جو ہمارے قریب رہتے تھے اس کے پاس گیا اُس نے مکمل بات سننے کے بعد
مجھ سے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری بیوی بھی تیرے نکاح میں رہے اور تیرا ابو بھی سلامت رہے
تو پھر اپنی بیوی کو طلاق دو اور لکھتے وقت ایک طلاق کی نیت کرنا۔ میں نے اس [illegible] کو بولا کہ
میری بیوی گاؤں میں ہے میں ایک طلاق دیکر پھر رجوع نہیں کر پاؤنگا۔ اس نے بولا قولی
رجوع کر لینا۔ پھر میں نے اپنی بیوی کو فون پر بتایا کہ میں نے مفتی صاحب سے مشورہ کر لیا۔
اور اس نے یہ راستہ بتایا ہے کہ ایک طلاق دو اور پھر قولی رجوع ایک دو دن کے اندر کر لینا۔
اسطرح تمہارے خاندان فساد اور شر سے بھی بچ جائیگی اور تیرے بیوی کا نکاح بھی تیرے ساتھ نہیں
ٹوٹیگا۔ اگر میں اپنی بیوی کا تحریری طلاق نہیں لکھتا تو یقیناً میرا ابو خود کو گولی مارتا۔
اسطرح مجبور ہو کر میں نے طلاق نامہ تحریر کیا اور دل میں ایک طلاق تصور کیا تھا۔
اور پھر اُسی دن میں نے اپنی بیوی کو قولی رجوع دو گواہان کے سامنے کیا اور اُس
نے قبول بھی کر لیا۔ جب طلاق نامہ کی تحریر اس کے گھر پہنچی تو اُس نے اپنے گھر والوں
کو سارا ماجرہ بیان کیا اور کہا کہ میرا شوہر اپنے ابو کو راضی کر کے میرے کو لینے آئیگا۔
گاؤں میں ہماری دشمنی تھی۔ اور اُس کے بھائی سے بھی میری جان کو خطرہ تھا۔ اب جبکہ
صلح ہو گیا میرا ابو بھی راضی ہو گیا تو میں اپنی بیوی کو گاؤں سے لانے جا رہا تھا تو لوگوں
یعنی رشتداروں نے کہا کہ تو نے اگر ایک طلاق بھی دیا ہو تو اب تو مہینے کے بعد وہ تجھ پر حرام ہے۔
گاؤں مردان اور کراچی کی دوری اور جان جانے کے ڈر سے میں فعلی رجوع سے قاصر رہا بعد ازاں قولی
رجوع مقبول [illegible] ہے یا نہیں براہ کرم از روئے شریعت صحیح مسئلہ مدلل فرما کر ماجور ہونگے۔ زبانی کوئی
المستفتی شاہ فیصل ولد سبز علی گلشن بونیر لانڈھی دستخط بجز طلاق نہیں دی
اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا فرمائیں
0342-8260061

۸۰

Rupees 30 ۳۰ روپے

PAKISTAN

20 Rs.

SPECIAL ADHESIVE

IRFAN ALI SHAIKH STAMP VENDOR

L.No. [illegible] Landhi Township Karachi

S.No. 10324

ISSUED TO [illegible]

THROUGH [illegible]

PURPOSE [illegible]

VALUE Rs. 50/-

STAMP VENDOR'S SIGNATURE

29 AUG 2012

دار الافتاء

میں مسمیٰ شاہ فیصل ولد سبز علی پتہ: ضلع و تحصیل مردان

گاؤں و ڈاکخانہ توت کلے شناختی کارڈ نمبر 1610150900273

باھوش و حواس یہ بیان دیتا ہوں کہ.

(1) میری بیوی مسماۃ نور شیدہ ولد شہزادہ جو کہ اب شہباز گڑھی ضلع مردان میں رہائش پذیر ہے۔ جس کو آج سے سات مہینے پہلے 28-02-2012 کو بعوض مہر ایک تولہ سونا جسکی قیمت شادی کے موقع پر 12000 بارہ ہزار تھی رخصت کیا تھا

(2) اب تحریری طور پر میں اسے طلاق دیتا ہوں اور اپنے حق سے اُسے آزاد کرتا ہوں

گواھان:

گواہ نمبر (1) سبز علی ولد جمع خان
16101-7777619-5

گواہ نمبر (2)
مفتی محمد حنیف
03213819698

شاہ فیصل بقلم خود

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال میں ذکر کردہ تفصیل اگر واقعۃً درست ہے کہ آپ کے والد نے آپ کو طلاق دینے پر مجبور کیا اور آپ کے بیوی کو طلاق نہ دینے کی صورت میں واقعۃً اُس نے خود کو مارنیکی دھمکی دی اور آپ کو یقین یا غالب گمان تھا کہ اگر آپ ایسا نہ کرتے وہ خود کو مارنے کی کوشش کرتے تو تو یہ صورت اکراہ کی ہے، اور اکراہ کی حالت میں تحریری طور پر طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، لہٰذا ایسی صورت میں منسلکہ طلاق نامہ کی رو سے آپ کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اور اگر ایسی صورتحال نہیں تھی بلکہ والد کا محض دباؤ تھا اور اس دباؤ کی بناء پر آپ نے طلاق دی ہے تو منسلکہ طلاق نامہ میں ذکر کردہ الفاظ ''میں اُسے طلاق دیتا ہوں اور اپنے حق سے اُسے آزاد کرتا ہوں'' کی رُو سے آپ کی بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوگئی ہے، کیونکہ ''اپنے حق سے اُسے آزاد کرتا ہوں'' کے الفاظ کی وجہ سے شدّت پیدا ہونے کی وجہ سے طلاقِ رجعی طلاقِ بائن ہوگئی ہے، لہٰذا اس میں رجوع نہیں ہوسکتا، البتہ دونوں کی باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح نئے مہر کے ساتھ ہوسکتا ہے اور آئندہ کیلئے آپ کو صرف دو طلاقوں کا اختیار رہے گا، اس لئے آئندہ طلاق کے معاملہ میں بہت احتیاط ضروری ہوگی۔ (ماخذہٗ: تبویب: ۶۰/۱۴۸۰)

دار الافتاء

فی الشامیه:(٦/ ١٣٠): (قوله: أو حبس) أی حبس نفسه قال الزیلعی: والإکراه بحبس الوالدین أو الأولاد لا یعد إکراها لأنه لیس بملجئ ولا یعدم الرضا بخلاف حبس نفسه اهـ لکن فی الشرنبلالیة عن المبسوط: أنه قیاس وفی الاستحسان حبس الأب إکراه وذکر الطوری أن المعتمد أنه لا فرق بین حبس الوالدین والولد فی وجه الاستحسان زاد القهستانی: أو غیرهم: من ذوی رحم محرم وعزاه للمبسوط۔

وفیه ایضاً:(٦/ ١٣٩): وشرطه أربعة أمور: قدرة المکره علی إیقاع ما هدد به سلطانا أو لصا أو نحوه و الثانی خوف المکره بالفتح إیقاعه أی إیقاع ما هدد به فی الحال بغلبة ظنه لیصیر ملجأ و الثالث: کون الشیء المکره به متلفا نفسا أو عضوا أو موجبا غما یعدم الرضا وهذا أدنی مراتبه وهو یختلف باختلاف الأشخاص فإن الأشراف یغمون بکلام خشن والأراذل ربما لا یغمون إلا بالضرب المبرح ابن کمال و الرابع: کون المکره ممتنعا عما أکره علیه قبله إما لحقه کبیع ماله أو لحق شخص آخر کإتلاف مال الغیر أو لحق الشرع کشرب الخمر والزنا۔

Scanned by CamScanner

في البحر الرائق:(٨/٨١): والإكراه بحبس الوالدين والأولاد لا يعد إكراها؛ لأنه ليس بإكراه ولا يعدم الرضا بخلاف حبس نفسه وفي المحيط ولو أكره بحبس ابنه أو عبده على أن يبيع عبده أو يهبه ففعل فهو إكراه استحسانا وكذا في الإقرار ووجهه أن الإنسان يتضرر بحبس ابنه أو عبده ألا ترى أنه لا يؤثر حبس نفسه على حبس ولده فإن قلت بهذا في الأول قلنا لا فرق بين الوالدين والولد في وجه الاستحسان وهو المعتمد ـ

في المبسوط:(٢٤/١٤٣):فالإنسان لا يكون راضيا عادة بقتل أبيه أو ابنه ثم هذا يلحق الهم والحزن به فيكون بمنزلة الإكراه بالحبس...........فكذلك الإكراه بقتل ابنه وكذلك التهديد بقتل ذي رحم محرم؛ لأن القرابة المتأيدة بالمحرمية بمنزلة الولادة في حكم الإحياء..........وفي الاستحسان ذلك إكراه كله ولا ينفذ شيء من هذه التصرفات؛ لأن حبس ابنه يلحق به من الحزن ما يلحق به حبس نفسه أو أكثر فالولد إذا كان بارا يسعى في تخليص أبيه من السجن وإن كان يعلم أنه يحبس وربما يدخل السجن مختارا ويحبس مكان أبيه ليخرج أبوه فكما أن التهديد بالحبس في حقه يعدم تمام الرضا فكذلك التهديد بحبس أبيه...والله سبحانه وتعالیٰ اعلم

محمد طاہر غفرلہٗ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
١١ رجب المرجب ١٤٣٤ھ
٢٢ مئی ٢٠١٣ء

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفراللہ
مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
١٣/٧/١٤٣٤ھ

دار الإفتاء

مفتی

Scanned by CamScanner